تنقید نہیں تحقیق !!!

تحریر: ابو امامہ نوید احمد بشار...... مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

پچھلے دنوں روزنامہ ''جنگ'' میں ایک واقعہ پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا، قیامت کی نشانی ذہن میں گھومنے لگی کہ قربِ قیامت جہالت عام ہو جائے گی، علم سے کورے لوگ عوام الناس کے رہنما بن بیٹھیں گے، آیئے! اب ہم اس واقعہ کا اصل کتاب سے حوالہ دیتے ہوئے علمی و تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں:

علی بن میمون بیان کرتے ہیں:

سمعت الشافعي، يقول: إني لأتبرک بأبي حنيفة وأجيء إِلَى قبره في كل يوم، يَعْنِي زائراً، فإذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين، وجئت إِلَى قبره وسألت الله تعالى الحاجة عنده، فما تبعد عني حتى تقضى.

''امام شافعی رحمہ اللہ فرمار ہے تھے: میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور اُن کی قبر پر ہر دن زیارت کے لیے حاضری دیتا ہوں، جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں دو رکعتیں ادا کرنے کے بعد اُن کی قبر کی طرف جاتا ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کا سوال کرتا ہوں، جلد ہی وہ ضرورت پوری کردی جاتی ہے۔'' (تاریخ بغداد للخطیب البغدادی: 135/1)

تبصرہ

یہ جھوٹی اور باطل روایت ہے، اس کے راوی عمر بن اسحاق بن ابراہیم کا کتبِ رجال میں کوئی نام و نشان نہیں ملتا، نیز علی بن میمون راوی کی بھی تعیین نہیں ہوسکی، جس روایت کی سند کا یہ حال ہو کہ اس کے راوی کا کتبِ رجال میں کوئی نام و نشان تک نہ ملتا ہو، دوسرے کی تعیین نہ ہو سکے، اسے کیسے صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ درحقیقت بات یہ ہے کہ اس میں نہ تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے، نہ امام شافعی رحمہ اللہ کی عاجزی، بلکہ دونوں ائمہ کرام کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ہرگز لوگوں کو قبر پرستی کی

دعوت نہیں دی، نہ ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس بدعقیدگی میں ملوث تھے، البتہ کچھ قبروں کے پجاری اور درباری حضرات ہر ممکن کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ فتنہ قبر پرستی کو عام کریں، جس میں ناکامی کے بعد اب اس طرح کی جھوٹی روایات کا سہارا لے کر اپنی دکان چمکانا چاہتے ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۸ھ) اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وهذا كذلك معلوم كذبه بالاضطرار عند من له معرفة بالنقل، فإن الشافعي لما قدم بغداد لم يكن ببغداد قبر ينتاب للدعاء عنده البتة، بل ولم يكن هذا على عهد الشافعي معروفا، وقد رأى الشافعي بالحجاز واليمن والشام والعراق ومصر من قبور الأنبياء والصحابة والتابعين، من كان أصحابها عنده وعند المسلمين، أفضل من أبي حنيفة، وأمثاله من العلماء. فما باله لم يتوخَّ الدعاء إلا عنده ؟ ثم أصحاب أبي حنيفة الذين أدركوه، مثل أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن بن زياد وطبقتهم، لم يكونوا يتحرون الدعاء ، لا عند قبر أبي حنيفة ولا غيره.ثم قد تقدم عند الشافعي ما هو ثابت في كتابه من كراهة تعظيم قبور المخلوقين خشية الفتنة بها، وإنما يضع مثل هذه الحكايات من يقل علمه ودينه.وإما أن يكون المنقول من هذه الحكايات عن مجهول لا يعرف".

"یہ ایسی جھوٹی روایت ہے کہ جس کا جھوٹا ہونا ہر اس شخص کو لازمی طور پر معلوم ہو جاتا ہے، جو فنِ روایت سے ادنیٰ معرفت بھی رکھتا ہو، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد تشریف لائے تو وہاں قطعاً کوئی ایسی قبر موجود نہیں تھی، جس پر دُعا کے لیے حاضری دی جاتی ہو، یہ چیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں معروف ہی نہیں تھی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حجاز، یمن، شام، عراق، مصر میں انبیائے کرام اور صحابہ کرام کی قبریں دیکھیں تھیں، یہ لوگ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام مسلمانوں کے ہاں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دوسرے علما سے افضل تھے، پھر آخر کیا وجہ تھی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی قبر پر دعا نہیں کی، پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وہ شاگرد جنہوں نے ان کی صحبت پائی تھی، مثلاً: ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی، ابوزفر اور حسن بن زیاد، نیز ان کے طبقے کے دوسرے لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور کی قبر پر دعا نہیں کرتے تھے، پھر یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نیک لوگوں کی قبروں کی تعظیم کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں فتنے کا خدشہ ہے،

اس طرح کی جھوٹی روایات وہ لوگ گھڑتے ہیں جو علمی اور دینی اعتبار سے تنگ دست ہوتے ہیں **یا پھر ایسی** مجہول اور غیر معروف لوگوں سے منقول ہوتی ہیں۔" (اقتضاء الصراط لمخالفۃ أصحاب الجحیم، ص:165)

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال شيخنا قدس الله روحه" :وهذه الأمور المبتدعة عند القبور مراتب، ابعدها عن الشرع :أن يسأل الميت حاجته، ويستغيث به فيها، كما يفعله كثير من الناس .قال :وهؤلاء من جنس عباد الأصنام، ولهذا قد يتمثل لهم الشيطان في صورة الميت أو الغائب كما يتمثل لعباد الأصنام .وهذا يحصل للكفار من المشركين وأهل الكتاب، يدعو أحدهم من يعظمه فيتمثل له الشيطان أحياناً .وقد يخاطبهم ببعض الأمور الغائبة .وكذلك السجود للقبر، والتمسح به وتقبيله."

والمرتبة الثانية :أن يسأل الله عز وجل به .وهذا يفعله كثير من المتأخرين، وهو بدعة باتفاق المسلمين... ....الرابعة :أن يظن أن الدعاء عند قبره مستجاب، أو أنه أفضل من الدعاء في المسجد

فيقصد زيارته والصلاة عنده لأجل طلب حوائجه .فهذا أيضاً من المنكرات المبتدعة باتفاق المسلمين .وهي محرمة، وما علمت في ذلك نزاعاً بين أئمة الدين وإن كان كثير من المتأخرين يفعل ذلك، ويقول بعضهم قبر فلان ترياق مجرب والحكاية المنقولة عن الشافعي أنه كان يقصد الدعاء عند قبر أبي حنيفة، من الكذب الظاهر.

"ہمارے استاذ قدس اللہ سرہ (شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے فرمایا: قبروں کے پاس بدعی اُمور کے کئی مراتب ہیں، سب سے بڑھ کر شریعت کے منافی مرتبہ یہ ہے کہ میت سے اپنے حاجت روائی کا سوال کیا جائے اور اس سے مدد کی درخواست کی جائے، جیسا کہ بہت سے لوگ کرتے ہیں، یہ لوگ بت پرستوں جیسے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات شیطان ان کے سامنے کسی میت یا کسی غیر موجود شخص کی صورت بن کر آتا ہے، بت پرستوں کے ساتھ بھی وہ ایسا ہی کرتا ہے، مشرکوں، کافروں اور اہل کتاب کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے، وہ اپنے ہاں قابل تعظیم ہستی کو پکارتے ہیں تو شیطان ان کے سامنے اس کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی کبھار تو کچھ غیبی امور کی خبر بھی دیتا ہے۔

اسی طرح قبروں کو سجدہ کرنا، ان کو تبرک کی نیت سے چھونا اور ان کو چومنا بھی اس مرتبہ سے تعلق رکھتا ہے، دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ قبر والوں کے طفیل اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے، بہت سے متأخرین ایسا کرتے ہیں، اس کام کے بدعت ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے............

چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ انسان کسی بزرگ کی قبر کے پاس دُعا کی قبولیت کا اعتقاد رکھے یا یہ سمجھے کہ وہاں دُعا کرنا مسجد میں دُعا کرنے سے افضل ہے اور اسی خیال سے وہ قبر کی زیارت کو جائے اور اپنی حاجات کو پورا کروانے کے لیے نماز ادا کرے، اس بارے میں مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ کام بھی بدعی منکرات میں سے ہے جو کہ حرام ہے، میرے علم کے مطابق اس بارے میں ائمہ کرام کا کوئی اختلاف نہیں، ہاں! متأخرین میں سے بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں، بعض تو کہتے ہیں کہ فلاں کی قبر تجربہ شدہ تریاق ہے، امام شافعی کے بارے میں امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس دُعا کرنے والی جو روایت بیان کی جاتی ہے، وہ صاف جھوٹ ہے۔" (اغاثة اللهفان من مصايد الشيطان:218/1)

اس پر مستزاد یہ کہ جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی حیاتی اس من گھڑت داستان کے بارے میں لکھتے ہیں: "یہ واقعہ ہی جھوٹا اور گھڑا ہوا ہے۔" (بابِ جنت، ص:66)

الحاصل

یہ واضح من گھڑت کہانی ہے، ائمہ محدثین اور ہمارے اسلاف ہرگز ایسے بدعی، حرام اور شرکیہ کاموں میں ملوث نہیں تھے، آئے دن جو لوگ عوام الناس کو ائمہ کرام کے بارے میں یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ ان سے ان کاموں کا ثبوت ملتا ہے، ان سے مؤدبانہ اپیل ہے: خدارا! وہ قبر پرستی اور دربار پرستی کو مضبوط کرنے کے لیے محدثین کو بدنام نہ کریں اور یوم حساب سے ڈریں۔

دوسری گزارش ہماری اُن اخباری کالم نگاروں سے ہے جو بلا تحقیق مذہبی باتوں کو اپنی کالم نویسی کا حصے بناتے ہیں:

برائے مہربانی جناب! سیاسی کالم نگاری میں تو آپ جنگل کے شیر ہیں، مگر مذہبی تحریریں لکھنے سے پہلے مذہب کے بارے میں جان کاری کر لیا کریں۔